صدر محترم اپنے فیصلے پر نظر ثانی کریں

آغا مسعود حسن

صدر پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کے دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والے غیر ملکی طلبا و طالبات کو فوری طور پر پاکستان چھوڑنے کا عندیہ دیا ہے۔ ان کے اس حکم سے پورے پاکستان میں ایک ہلچل سی مچ گئی ہے۔ عوام کی اکثریت حکومت سے یہ سوال کر رہی ہے کہ وہ مغرب اور امریکہ کو خوش کرنے کے لیے کتنا جھکے گی اور کس حد تک۔ پاکستان میں دینی مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے والے غیر ملکی طالب علموں کی تعداد ۵ فیصد سے زیادہ نہیں ہے جب کہ ۱۰ لاکھ کے قریب طلبہ کا تعلق پاکستان سے ہے، چنانچہ ۵ فیصد طلبہ کو جن کی اکثریت صرف اور صرف دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان آئی ہوئی ہے، نہایت شریف النفس اور مہذب واقع ہوئے ہیں۔ ان غیر ملکی طلبہ نے پاکستان کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ یہاں علماء ہر ملک کے فقہ کا زبردست فہم وادراک رکھتے ہیں اور بہت ہی اچھی تعلیم دے رہے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی غیر ملکی طلبہ نہ تو مغرب اور امریکہ کے خلاف دہشت گردی کی تربیت حاصل کر رہے ہیں اور نہ ہی ان دینی مدرسوں میں اساتذہ مغرب مخالف تعلیم دے رہے ہیں۔ اگر پاکستان میں چند ایسے مدارس موجود ہیں جہاں مغرب اور مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے خلاف نوجوانوں کو بھڑکایا جاتا ہے تو ایسے مدارس اور علماء کے خلاف حکومت کو ضرور کارروائی کرنی چاہیے کیونکہ ماضی میں پاکستان کے طول وعرض میں جو کارروائیاں ہوئی تھیں اور جس میں سیکڑوں معصوم لوگ مارے گئے تھے اس کے پیچھے ایسے ہی عناصر کام کر رہے تھے جن کو دین اور دنیا کی واجبی تعلیم حاصل تھی اور وہ بیرونی اشارے اور سرمائے سے پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات کرا کر ریاست کو کمزور کرنا چاہتے تھے تاکہ اس صورت میں پاکستان کے ازلی دشمن فائدہ اٹھا سکیں لیکن نہ تو سنی بھائیوں نے ان عناصر کی باتوں پر توجہ دی اور نہ ہی شیعہ بھائی مشتعل ہوئے۔ اس طرح شیعہ سنی اتحاد کے ذریعے ان عناصر کی زبردست حوصلہ شکنی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اب صورت حال کافی بدل چکی ہے اور مساجد اور امام بارگاہوں پر حملوں کا سلسلہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ حکومت نے بھی ایسے عناصر کو گرفتار کرنے میں کوئی پس وپیش نہیں کی بلکہ انہیں قانون اور انصاف کی سزا دلوا کر کیفر کردار تک پہنچایا ہے۔

چنانچہ معروضی حالات کے پس منظر میں اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرے گا کہ پاکستان میں دینی مدارس اسلام سے متعلق اچھی تعلیم دے رہے ہیں جیسا کہ میں نے بالائی سطور میں لکھا ہے کہ دینی مدارس کی وجہ سے پاکستان میں اسلام کا آفاقی پیغام دور دور تک پھیل رہا ہے اور ان کا انتہا پسندی یا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس پیغام کو سن کر

اور سمجھ کر بیرونی ممالک سے طلبہ اپنے والدین اور بزرگوں کے مشوروں سے دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان آرہے ہیں جو پاکستان کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز بھی ہے۔ مزید برآں یہ تمام طالب علم اپنے ملکوں کی طرف سے سفیروں کا کردار ادا کررہے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان اور ان ملکوں سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کی وجہ سے اچھے باہمی تعلقات میں اضافہ بھی ہورہا ہے۔ اس لیے اگر ان محدود تعداد میں آئے ہوئے طالب علموں کو محض اس لیے پاکستان سے نکالا جارہا ہے کہ وہ دہشت گردی کا سبب بن رہے ہیں تو یہ ایک قطعی غیر منطقی بات ہے۔ اگر حکومت کو ان طلبہ کے کردار پر کوئی شک وشبہ ہے تو وہ ان کی نقل وحرکت کی بآسانی نگرانی کرسکتی ہے، لیکن محض مغربی ممالک کے پروپیگنڈے کی وجہ سے ان طلبہ کا پاکستان سے اخراج خود پاکستان کے لیے نہ صرف بدنامی کا باعث بنے گا بلکہ اسلامی ملکوں کے مابین خوشگوار تعلقات پر بھی منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ حقیقت میں صدر محترم کے غیر ملکی طلبہ کے اخراج سے متعلق احکامات کی وجہ سے نہ صرف دینی مدارس میں صورتحال کشیدہ ہوسکتی ہے بلکہ ان اسلامی ممالک میں بھی تشویش پیدا ہوگئی ہے جن سے ان طلبہ کا تعلق ہے۔ اس لیے صدر محترم سے مودبانہ گزارش ہے کہ وہ ان غیر ملکی طلبہ سے متعلق اپنے فرمان پر ٹھنڈے دل ودماغ کے ساتھ غور کریں اور اس کو واپس لیں تاکہ دینی مدارس اور بعض اسلامی ملکوں میں جو صورتحال پیدا ہوگئی ہے اس کا تدارک ہوسکے۔ ویسے بھی میں یہاں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دینی تعلیم کے حصول کے لیے غیر ملکی طلبہ کا پاکستان آنا اور یہاں قیام کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پاکستان کے قیام کے فوراً بعد کئی اسلامی ملکوں سے جن میں ایران، عراق اور سعودی عرب شامل تھے، نوجوان دینی تعلیم کے لیے پاکستان آئے اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ پاکستان کے قیام سے پہلے غیر منقسم ہندوستان میں اسلامی ممالک سے طلبہ دینی تعلیم کے لیے دہلی، حیدرآباد دکن، مدراس، کلکتہ اور بمبئی میں قیام کیا کرتے تھے اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس اپنے وطن چلے جایا کرتے تھے نیز پاکستان اور ہندوستان میں بڑے بڑے علماء اور فقہاء انہی دینی مدارس کے فارغ التحصیل تھے اور ان کی فرنگیوں کے خلاف جدوجہد اور قربانیاں تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ محض اس لیے کیا جارہا ہے کہ مسلمانوں کو ان اصلی اور بنیادی مراکز سے دور کردیا جائے اور ان کی جگہ مغرب کے طرز زندگی کو بھرپور طریقے سے روشناس کراکر ان کا ''حلیہ'' بدل دیا جائے جو مسلمانوں کو کسی طرح بھی قبول نہیں ہے۔

دراصل گیارہ ستمبر کے بعد یہود اور ہنود نے یہ طے کرلیا ہے کہ مسلمان ملکوں میں انتشار پیدا کرکے انہیں آپس میں لڑایا جائے تاکہ یہ مزید کمزور ہوجائیں اور بعد میں ان کے وسائل پر قبضہ کرلیا جائے جیسا کہ عراق اور افغانستان میں ہوا ہے اب یہود اور ہنود کی نگاہ پاکستان پر ہے جو ایک ایٹمی طاقت ہے اور جہاں کی افرادی قوت انتہائی ذہین اور محنتی ہے اور جن کے جذبہ ایمانی پر شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اس لیے صدر محترم آپ غیر ملکی طلبہ سے متعلق اپنے فرمان پر از سرنو غور کریں اور ایسی صورتحال پیدا کریں کہ سانپ بھی مرے جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ محض مغربی ممالک کے دینی مدارس کے خلاف پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر کوئی کام کرنا ملکی اور قومی مفاد میں نہیں ہے۔ ☆☆☆